تحریر:۔ ابوعبداللہ اکرم رحیل

نوجوان نسل اور ہمارا معاشرہ

جب ہم تاریخ کے آئینہ میں گذشتہ اقوام کے عروج و زوال کی داستانیں پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نوجوان نسل ملک و قوم کا ایک قیمتی سرمایہ ہے جس پر ملک و ملت کی ترقی و تنزلی منحصر ہے۔

اگر کسی معاشرے کو تندرست و توانا نوجوان میسر آ جائیں تو معاشرہ بھی صحت مند اور توانا ہو گا۔ بصورت دیگر وہ معاشرہ بیمار ثابت ہو گا۔ آج جس دور میں ہم گزر رہے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق نوجوان احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہے۔ کیونکہ معاشرہ اسے کوئی حیثیت نہیں دے رہا اور نہ ہی نوجوان اس پوزیشن میں ہے کہ اپنی عظمت رفتہ کو بحال کروائے۔

اگر نوجوان کی ذمہ داریوں کا اجمالی جائزہ لیا جائے تو تین اہم ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں۔

(۱) والدین کی فرمانبرداری

نوجوان پر لازم ہے کہ جس طرح اس کے والدین نے اس کی بچپنے میں پرورش کی اور اسے جوان چڑھایا اب یہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور آرام و سکون کا سبب بنے یہ اسی صورت ممکن ہے جب ان کی اطاعت کرے گا۔ اگر نوجوان آوارگی کا شکار ہو گیا اور نوجوانی کے عالم میں غلط مجالس اختیار کر لیں۔ رات کی تنہائیاں ...نا بنی میں اور دن کی گھڑیاں سونے میں گزار ...ں تو وہ اپنی اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی بجائے والدین کے لئے مسائل کے پہاڑ کھڑے کر دے گا۔ جس کے نتیجہ میں کبھی والدین اپنے نوجوان بیٹے کی بری عادات سے تنگ آکر خودکشی کر لیتے ہیں اور کبھی نوجوان بیٹا والدین کی لعن طعن اور نوک جھوک سے دلبرداشتہ ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ بعض اوقات نوجوان گھر سے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے اور اسی دوران ملک کے تخریب کار عناصر کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ جنہیں ایسے ہی نوجوانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر یہ مفرور نوجوان تخریب کار بن کر ہزاروں جانوں کا بے جا خون بہاتا ہے۔ قتل و غارت دنگہ فساد اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ پھر کہیں پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو کر اپنے جیسے ہزاروں نوجوانوں کی کھیپ تیار کر جاتا ہے۔ جو آئندہ کے لئے اس کے مشن کو جاری و ساری رکھتے ہیں۔ اخبارات جلی حروف میں خبر شائع کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں نامی گرامی تخریب کار پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گیا۔ پولیس آفیسر انعامات اور اعلیٰ گریڈ حاصل کرتے ہیں۔ اخبار کے رسیا خبروں پر تبصرہ کرتے ہیں جب کہ مقتول کے وارث نوحہ گری میں مصروف ہوتے ہیں۔ کوئی بھی اصل محرکات پر غور نہیں کرتا صرف نتائج پر جنجھلاتا ہے اس نے کیوں کیا ہے؟ پر کبھی غور نہیں کیا البتہ کیا ہے؟ کو ضرور ہدف تنقید بناتا ہے۔ یہ نوجوان تخریب کار کیوں بنا؟ اس نے اپنا ضمیر کیوں بیچا۔ قتل و غارت کے درپے کیوں ہوا؟ کیا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وہ چور ہے' ڈاکو ہے' تخریب کار ہے' غدار ہے لہٰذا اسے یہی سزا ملنی چاہئے۔ محض نفرت اور مجرد اجتناب تو کوئی علاج نہیں نہ روگ اس وقت ہی ٹل سکتا ہے جب ہم سب مل کر اس کی تشخیص کریں گے۔ آپ ایک کوڑھی کی بھی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ تپ دق کا مریض بھی آپ کی مساعی کا مرکز بنتا ہے۔ ایک اندھے کے لئے بھی آپ کا دل اچھلتا ہے لیکن اس اخلاقی طاعون پر آپ چیں بچیں کیوں نہیں ہوتے؟ آپ کے اخلاق کی آگ کیوں کر نہیں دھکتی۔ آپ کا ضمیر کیوں نہیں جنجھوڑتا؟

اگر ہم تحقیق کریں تو سمگلروں' جواریوں' ڈاکوؤں اور چوروں کی تعداد پچاس فیصد ایسے ہی نوجوانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۲) آئندہ نسل کے لئے نمونہ

نوجوانوں پر دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آئندہ آنے والی نسل کے لئے ایسا نمونہ اور نقوش چھوڑے کہ وہ اپنی زندگی میں عادات و خصائل کے راستے متعین کر سکیں۔

اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ ناشائستہ حرکات اور رذیل اخلاق سے کنارہ کش رہیں اگر اس کی

گفتار و کردار میں ناشائستگی پائی جاتی رہے تو چھوٹے بچے جو کہ نقالی میں مشہور ہیں ایسی گفتار و کردار کو اپنا کر اپنی زندگی خراب کر بیٹھیں گے۔ ماحاصل یہ ہے کہ نوجوان نسل چھوٹے بچوں کی تربیت کے لئے اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

(۳) ملک کے روشن مستقبل کی ذمہ داری

نوجوانوں پر تیسری اہم اور نازک ذمہ داری یہ ہے کہ اس نے آگے جا کر ملک و ملت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینی ہے اور ملک کی ترقی کا انحصار اس کی قابلیت پر منحصر ہے اگر اس نے ایام شباب لعو لعب میں بسر کیے تو وہ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے گا بلکہ وہ قوم و ملک کی پستی و تنزلی کا سبب بنے گا اور آنے والی نسل اس پر نفرت کے تیر پھینکے گی۔ کیوں کہ اس کی نااہلی اور غفلت کی وجہ سے ان کی آزادی چھن گئی۔

مذکورہ تین اہم ذمہ داریاں رکھنے والا نوجوان آخر اس قدر غفلت کا شکار کیوں ہے اب ہمیں اس کے عوامل پر غور کرکے ان کا تدارک کرنا چاہئے تاکہ نوجوان نسل والدین کے لئے باعث سکون و آرام اور آئندہ نسل کے لئے بہترین نمونہ اور ملک و قوم کے لئے ترقی کا زینہ بن سکے۔

(ا) سب سے پہلا مسئلہ والدین کی بے توجہی ہے

والدین بچے کا پہلا مدرسہ اور سکول ہیں۔ اگر اس مکتب میں بچے کی صحیح تربیت ہوجائے تو وہ تاحیات معاشرے کے لئے ایک مفید فرد ثابت ہو گا۔

لیکن جب ہم والدین کا اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر والدین اپنی اولاد کے بارہ میں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ کبھی بچے کے ساتھ اس قدر سختی کرتے ہیں جس سے وہ حوصلہ ہار بیٹھتا ہے اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس قدر محبت و پیار کیا کہ بچہ نازیبا حرکات کا عادی اور ادب و احترام کی حدود پھلانگ جاتا ہے۔ بعض والدین اولاد سے اس قدر غافل ہوتے ہیں کہ انہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ ان کا بیٹا رات کی تنہائیاں کہاں بسر کرتا ہے اور دن میں کیسے لڑکوں کی صحبت اختیار کرتا ہے؟ وہ پڑھائی میں دل لگاتا ہے یا سکول سے فرار رہتا ہے۔ غرضیکہ بچہ مکمل طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔ ابھی اس میں اتنی سوچ و فکر کی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اچھے برے، مفید و نقصان دہ میں امتیاز کر سکے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ بے راہ روی کا شکار ہو کر ایام جوانی میں باغی ہو جاتا ہے۔

بعض والدین جو اولاد کی تربیت کے اصولوں سے ناآشنا ہوتے ہیں وہ بچوں کے سامنے ایک دوسرے کو گالی گلوچ آپس میں لڑائی جھگڑا اور ایک دوسرے پر الزام و اتہام باندھتے رہتے ہیں۔ جس کی بناء پر بچوں میں بھی یہ اخلاقی بیماریاں آہستہ آہستہ سرائیت کر جاتی ہیں۔

والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اولاد سے پیار و محبت اور غصہ و ناراضگی میں میانہ روی اختیار کریں اور ان کے سامنے ہر ایسی بات سے اجتناب کریں جس سے بچوں کی کردار کشی کا خطرہ ہو۔ اسلامی تعلیمات میں اسی مسئلہ کے بارے میں خاصی ہدایات موجود ہیں۔ جس سے والدین کی آشنائی ضروری ہے۔

(ب) فارغ البالی اور آوارگی

نوجوانوں کی اکثریت فارغ البال رہتی ہے اور ان کے نزدیک نوجوانی نام بھی اسی چیز کا ہے کہ اچھا کھانا اچھا پہننا اور کسی چوراہے پر بیٹھ کر یار دوستوں کے ساتھ خوش گپیاں اڑانا یا پھر کسی شریف زادی پر کھا جانے والی نگاہیں دوڑانا اور کسی کی عزت کو تار تار کرنا' مطلب یہ ہے کہ نوجوانوں کے سامنے زندگی کا کوئی نصب العین نہیں ہوتا اور نہ ہی وقت کی اہمیت کا احساس اور نہ ہی وقت کے استعمال کا طریقہ کار اگر کھیل میں لگے ہیں تو کئی کئی گھنٹے گزر گئے اور نوجوانوں کی اس دیرینہ خواہش کو کرکٹ نے پورا کر دیا ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتی نوجوان بہت خوش ہیں کہ ہم انٹرنیشنل کھیل کھیل رہے ہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارے دشمن کی چال ہے تاکہ ہم اپنے اصل مقاصد کو بھول کر غفلت کی نیند سو جائیں۔

اگر ایک مخصوص وقت میں یہ کھیل کھیلا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کھیل کے شوقین نوجوانوں کے لئے دن اور رات میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔

پھر اگر رات کو نوجوانوں کے لہو و لعب کی مجلس بیٹھ گئی تو پوری پوری رات گزر جاتی ہے کوئی وقت کا خیال نہیں رہتا تو یوں نوجوانوں کے چوبیس گھنٹے بے ترتیبی' آوارگی اور غفلت میں گزرتے ہیں۔

اگر ہم جاپان کی آج سے پینتالیس سالہ قبل تاریخ کا مطالعہ کریں تو دنیا کے نقشے پر غریب ترین ملک نظر آتا ہے مگر آج اس کی ترقی کا طوطی بول رہا ہے اس کی مصنوعات چین اور امریکہ کو مات کر گئی ہیں۔ اس مختصر عرصہ میں اس قدر ترقی کس طرح کی؟ تحقیق سے پتہ چلا کہ جاپان میں ہر شخص خواہ بچہ ہے یا بوڑھا مرد ہے یا عورت ہر ایک کا ٹائم ٹیبل مقرر ہے اور اس کے چوبیس گھنٹے تقسیم ہیں۔ سونے' بیدار ہونے' کھیلنے' پڑھنے اور ملاقات کے اوقات مقرر

ہیں۔ بچہ، جوان، بوڑھا اور عورت ہر ایک ٹائم ٹیبل کے مطابق چوبیس گھنٹے صرف کرتا ہے۔ جس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں یہ دے دیا کہ آج بازاروں میں لوگ جاپانی مصنوعات کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اسلام نے جو ہمیں زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتلایا تھا وہ غیروں نے اپنا لیا ہے۔

تمام اسلامی احکام و حدود وقت کی پابندی کا سنہری سبق دینے میں نبی علیہ السلام نے رات جلدی سونے اور صبح جلدی بیدار ہونے کی ترغیب دی ہے۔ فضول گفتگو پر وقت صرف کرنے سے منع فرمایا ہے اور صرف تین کھیلوں کے علاوہ کو لعب سے تعبیر کیا ہے۔ شمشیر زنی، شہسواری اور تیر اندازی ان کھیلوں کا مقصد بھی صرف جہاد کی تیاری ہے۔

مختصر نوجوانوں کو اپنے اوقات کا استعمال یا اس کی اہمیت کا احساس از حد ضروری ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ان کی زندگی کا ایک نصب العین ہو جس کے حصول کے لئے ان کے شب و روز بسر ہوں۔ یہ عقدہ اسلام نے حل کردیا ہے کہ مسلمان کی زندگی کا نصب العین اللہ کے دین کی سربلندی اور اسے کائنات کے کونے کونے تک پہنچانا اور دشمنان اسلام کا قلع قمع کرنا ہے۔ اب یہ اتنا عظیم مقصد ہے کہ اس کے حصول کے لئے اگر چوبیس گھنٹے بھی صرف کئے جائیں تو کم ہیں۔ میری اکثر ان نوجوانوں سے ملاقات ہوئی جو کالجوں اور سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ سب نے یہی شکایت کی کہ کالج میں آزادی اور فارغ البالی بہت ہے۔ بعض نوجوان صرف اسی فراغت سے فائدہ اٹھا کر بے راہ روی کا شکار ہو گئے اور معاشرے کے لئے ایک ناسور بن گئے۔ حکومت وقت کا یہ فرض بنتا ہے کہ نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو ایک نظریہ حیات دے جس کی تیاری میں نوجوان ہر وقت مصروف رہیں۔

(ج) فحش ادب

نوجوانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا تیسرا سبب فحش لٹریچر ہے جو ناولوں، ڈائجسٹوں، اخبارات، ٹی وی اور وی سی آر کے ذریعے پھیلا جا رہا ہے رسالوں اور ڈائجسٹوں میں اس قسم کے مضامین قسط وار شائع کئے جاتے ہیں جس میں ڈاکہ زنی اور چور بازاری کے ایسے ایسے مغربی طریقے بتلائے جاتے ہیں کہ نوجوان عادتاً" نہ سہی بطور تجربہ چوری اور ڈاکہ کے دھندے میں پھنس جاتا ہے۔ پھر عشق و محبت کی داستانیں اور اس پر مستزاد ننگی تصویریں جلتی پر تیل کا کام دیتی ہیں اور نوجوان بے حیائی کی دلدل میں پھنس کر اپنی دنیا اور آخرت برباد کر بیٹھتا ہے۔

پھر رات کے وقت سینما گھر کی رونقیں دیکھیں تو دل بیٹھ جاتا ہے کہ رات گئے تک نوجوانوں کی اخلاقی بربادی کے لئے شو دیکھائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ اخبارات نے تو ان پروگراموں کی تشہیر کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔

خدا کی پناہ! کہ اس قوم کے نوجوانوں کی اخلاقی تباہی کے لئے یہودیوں نے شاید ہی کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا ہو گا۔ اب تو سینما کی آمدنی کو ملکی معیشت کا حصہ سمجھ لیا گیا ہے اور اسے ملکی ترقی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ حکومت خود اس کی پشت پناہی کر رہی ہے اور ان چیزوں کا نام سیر و تفریح رکھ دیا گیا ہے۔ غرض فحش ادب نے نوجوان نسل کی کردار کشی میں خاصہ کردار ادا کیا ہے اور کر رہا ہے۔ یہ تو حکومت کا فرض تھا کہ اس کا سدباب کرے۔ مگر۔

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب یہ نوجوانوں کا فرض بنتا ہے کہ حکومت کے اس حکم کے سامان تفریح سے اجتناب برتیں۔ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر یہودی سازشوں کا مقابلہ کریں۔ والدین اور علما کرام نوجوانوں کو ان چیزوں کے نقصانات سے آگاہ کریں اور سب مل کر حکومت سے مطالبہ کریں کہ ان تمام حیا باختہ اشیاء کو بند کیا جائے جو نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کر رہی ہے۔

بقیہ۔ کیا عورت فحاشی و عریانی کا نام ہے

تو پھر دیکھنا تیری ترقی کا خواب جو انہی حقائق میں پوشیدہ ہے کیسے شرمندہ تعبیر ہوتا ہے اور اس دور کے مورخ کی خاموش قلم تجھے کن الفاظ سے یاد کرتی ہے۔

اگر دور حاضر کی ترقی اور جدید مادی نظریے کا بھوت جو سوار ہو چکا ہے اپنے سے دور نہ پھینکا تو تو یوں زوال پزیر ہوتی جائے گی کہ ایک دن تاریخ تجھے حرف غلط کی طرح مٹا دے گی۔

اے بنت حوا! اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یورپ و امریکہ سے فحاشی و عریانی والی غلیظ چادر کو اتارنا ہو گا اور اس سے پھوٹی ہوئی بدبو سے نقاب کرنا ہو گا۔ تاکہ تو جنتی حوروں کی سردار بن سکے اور تیری اطاعت و فرمانبرداری کرکے تیری اولاد تیرے قدموں سے جنت حاصل کر سکے۔

بقیہ۔ درس حدیث

(صحیح الجامع الصغیر، بحوالہ ترمذی ۲/۹۹۸)

ترازو میں حسن خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں رکھی جائے گی اور حسن خلق سے متصف شخص حسن اخلاق کی وجہ سے (نفلی) روزے اور نفلی نمازیں ادا کرنے والے کے درجے کو پہنچ جائے گا۔